

ایک مثالی معلم کی کہانی، ایک شاگرد کی زبانی

آج اساتذہ اور مرہین کی کمی نہیں۔ مدرسین اور معلمین کی ہر طرف بہتات ہے، مگر ماہر فن استاذ، کامیاب مدرس، حاذق معلم، اور قابل تقلید و اتباع مربی کا وجود عنقا ہے۔ جس مثالی معلم و مربی کا تذکرہ ان سطور میں مقصود ہے، اسے عنقا پر بھی ایک گونہ ترجیح و فوقیت ہے۔ عنقا چار دانگ عالم میں مشہور ہے اور ہر طرف اس کا چرچا ہے۔ میں جس مایہ ناز استاذ اور مٹھرہ معلمین کی کہانی سنانے جا رہا ہوں، وہ نام اور شہرت سے بے پروا ہے، گم نامی اس کا سرمایہ حیات اور گوشہ فہول اس کی عافیت گاہ ہے۔

استاذ محترم مولانا سید محمد واضح رشید ندوی ۱۔ سے میں نے کئی سال باقاعدہ تعلیم حاصل کی ہے اور مدتوں استفادہ کیا ہے۔ دارالعلوم ندوۃ العلماء سے جدائی کو تیرہ سال ہو گئے ہیں لیکن آج بھی میرا دل مولانا کی محبت و عقیدت سے اسی طرح لبریز ہے۔ مولانا کی مجالس کی یاد ہمہ وقت ستاتی رہتی ہے۔ مادر علمی میں گزارے ہوئے وہ لمحات یاد آتے ہیں جب کلاس روم میں ہم مولانا کے درس سے مستفید ہوتے یا ”الرائد“ کے دفتر میں مولانا کی گفتگو اور تبصروں سے لطف اندوز ہوتے بلکہ اس سے زیادہ وہ گھڑیاں ستاتی ہیں جب ہم مولانا کی خاموشی اور سکوت سے فیض یاب ہوتے۔ ۲۔

☆ آکسفورڈ سنٹر فار اسلامک سٹڈیز۔ آکسفورڈ۔ برطانیہ

۱۔ مجھے اندازہ ہے کہ استاذ محترم کو میرا یہ مضمون پسند نہیں آئے گا، اسی وجہ سے اس تحریر میں مجھے، بہت ہی پس و پیش رہا ہے۔ تردد اور لیت و لعل کے بعد اس جذبہ سے یہ تحریر پیش کرنے کی جرات کر رہا ہوں کہ اس سے مجھ جیسے نئے اساتذہ و معلمین کو ہمیز ملے گی اور اس اسوہ کی روشنی میں تدریس و تعلیم کی دشوار گزار وادی طے کرنے میں آسانی ہوگی۔ استاذ محترم کی خدمت میں معذرت کے ساتھ عرض ہے:

برامایے مت مرے دیکھنے سے تمہیں حق نے ایسا بنایا تو دیکھا
آں روز کہ مہ شدی نمی دانستی کاگشت نمائے عالم خوابی شد

————— ماہنامہ الشریعہ (۱۳) جولائی ۲۰۰۴ —————

مولانا کی ہر ادا، نشست و برخاست، سکوت و نطق، تعلیم و تربیت کے دروس و اسباق ہیں۔ ماضی کی یہ یاد کس قدر ناخین بدل ثابت ہو رہی ہے:

ہمارے آگے ترا جب کسو نے نام لیا دل ستم زدہ کو ہم نے تھام تھام لیا
علم و حکمت، دانش و آگہی اور ادب و صحافت مولانا کی دلچسپی کا سامان ہیں۔ مولانا کی اٹھان ہی ایسی ہے کہ لکھنا پڑھنا زندگی کا ایک ضروری مشغلہ بن گیا ہے۔ بچپن سے علم و ادب کی قدر اور زندگی کی تمام دوسری قدروں پر اس کی فوقیت کا احساس مولانا کے ریشہ ریشہ میں پیوست ہے۔ مولانا کے شجرہ میں دونوں طرف علم و حکمت اور روحانیت و معرفت رہی ہے اور ایسا کیوں نہ ہو جبکہ آپ سلالہ عظام اور زبدہ کرام ہیں اور آپ کے دونوں شجرے برگ و بار ہیں شاخ حسنی و علوی، فرع محمدی اور اصل اسماعیلی و ابراہیمی کے:

اصل و فرعے را کہ بنی حاصل یک ما یہ اند آفتاب و پرتوش از ہم جدا نتوان گرفت
عربی زبان و ادب مولانا کا خاص موضوع ہے۔ درس و تدریس اور صحافت شغل شاغل ہے۔ آپ کا علم و فضل رشک اقران و امثال ہے۔ تحریر رواں اور ادیبانہ ہے۔ زبان میں بے ساختگی اور برجستگی ہے۔ اسلوب میں بیک وقت ایک ٹھہری ہوئی سنجیدگی اور سنبھلی ہوئی شوخی باہم ملی جلی پائی جاتی ہے۔ یہ اسلوب ایسا ہے کہ نازک سے نازک فکری، اجتماعی اور سیاسی مسائل پر بھی شکستگی اور دل آویزی مولانا کا ساتھ نہیں چھوڑتی۔ میں نے مولانا کی اکثر تحریریں پڑھی ہیں اور جب بھی کوئی نئی تحریر ملتی ہے، پڑھے بغیر نہیں رہتا۔ یہ صرف میرا ہی حال نہیں، بلکہ مولانا کی تحریروں سے دلچسپی لینے، لطف اندوز ہونے اور فائدہ اٹھانے میں بہت سے لوگ میرے شریک ہیں۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ آپ کی تحریروں میں کیسی بے پناہ کشش ہوتی ہے۔ ادب مولانا کی زندگی کا کوئی تفریحی مشغلہ نہیں بلکہ اسے ایک فطری اور مقدس منصب سمجھ کر انجام دے رہے ہیں۔ اپنی عربی دانی کو کمائی یا دنیاوی عز و جاہ کے حصول کا ذریعہ نہیں بنایا بلکہ علم و ہنر ہی مولانا کی زندگی ہے: ع نہ ستائش کی تمنانہ صلد کی پروا

میں جب ندوہ میں تھا، طلب علم کی ایک لگن تھی اور پڑھنے لکھنے اور مطالعہ کرنے کی فکر تھی۔ مادر علمی کا ہر استاد خوبیوں کا مجموعہ اور ہنروں کا گلدستہ تھا اور ہر طالب علم کو علم و ہنر کا شوق تھا اور دن رات لکھنے پڑھنے کا ذوق۔
وہ لطف لب آب کہاں سے لاؤں؟ وہ دور مئے ناب کہاں سے لاؤں؟
ممکن ہے یہ اسباب بہم ہوں لیکن وہ دوست، وہ احباب کہاں سے لاؤں؟

۲۔ اس پر استاذ مرحوم مولانا شہباز اصلاحی کی زبانی سنایا واقعہ یاد آ گیا کہ ایک بار حضرت مولانا علیہ الرحمۃ کی مجلس میں کسی نے سوال کیا کہ حضرت! اگر کوئی عارف کامل مل جائے تو اس سے کیا پوچھیں؟ حضرت مولانا نے فرمایا کہ اس کے سامنے خاموشی سے بیٹھیں۔ اس میں شک نہیں کہ اہل علم و فضل اور ارباب معرفت و کمال کی خاموشی و سکوت ان کے نطق و گویائی سے کم اہمیت کی حامل نہیں۔

مولانا شہباز اصلاحی مرحوم اور مولانا واضح صاحب کی علمی و ادبی مجلسوں اور صحبتوں سے سیری نہیں ہوتی تھی۔ مولانا شہباز مرحوم ندوہ کے احاطہ میں رہتے تھے اور میرے ہاسٹل (رواق اطہر، تیسری منزل) کے نگران بھی تھے جس کی وجہ سے مولانا کی طویل صحبت ہر وقت میسر آتی لیکن مولانا واضح صاحب سے استفادہ کا موقع صرف کلاس روم میں، یا اگر کوئی گھنٹی خالی ہوتی تو ”الرائد“ کے دفتر میں ملتا۔ مولانا سے استفادہ کی عجب دھن سوار رہتی۔ مولانا کی صحبت سے اس قدر فیض حاصل ہوتا کہ پیٹھ کراٹھنے کو جی نہ چاہتا اور نہ ہی وقت گزر جانے کا احساس ہوتا۔ ان مجالس سے دل میں ایک ابھار، ایک حوصلہ اور ایک ابھار پیدا ہوتا:

بہت لگتا ہے جی صحبت میں ان کی وہ اپنی ذات میں اک انجمن ہیں

یہ مقالہ مولانا کے کارناموں اور مآثر کی تفصیل بیان کرنے کے لیے نہیں ہے، نہ ہی اس تحریر میں آپ کی تصنیفات و مقالات کا علمی و ادبی تجزیہ مقصود ہے۔ یہ مضمون مولانا کی تعلیم و تربیت کے اسالیب اور نمونوں پر روشنی ڈالنے کی ایک معمولی کوشش ہے۔ تربیت و تعلیم کے تمام جوانب کا جائزہ آسان نہیں۔ یہاں صرف ان پہلوؤں کو پیش کرنے کی کوشش کر رہا ہوں جنہوں نے مجھے بہت زیادہ متاثر کیا۔ نیت یہ ہے کہ معلمین و اساتذہ ان مثالوں کی پیروی کریں۔

ہمہ گیری و فراخ دلی

مولانا کی اہم خصوصیت علم کی وسعت و گہرائی ہے۔ آپ نے اپنا مطالعہ کبھی کسی ایک فکر و خیال یا ایک تہذیب و تمدن تک محدود نہیں رکھا۔ آپ کی فطرت ہے کہ کہاں سے یا کس سے کیا چیز لیں اور کیا چھوڑ دیں۔ خذ ما صفا و دع ما کدر کی حکمت آپ کے طرز عمل سے عبارت ہے۔ تعصب و گروہ بندی یا تنگ نظری کا یہاں گزرنے نہیں۔ فکر اسلامی کی تشریح کرتے وقت مولانا مودودیؒ، سید قطب شہیدؒ، محمد مبارکؒ، مالک بن نبیؒ اور عالم اسلام کے دوسرے مفکرین کے خیالات اسی دلچسپی اور تفصیل سے پیش کرتے جس طرح مخدوم معظم مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی فکری اساسوں کا جائزہ لیتے۔ عصر حاضر کے ادبا کا تعارف کراتے، ان کی آرا و خیالات پر تنقید کرتے، طہ حسین کے فکری انحراف، احمد امین وغیرہ کی فکری مرعوبیت کا تذکرہ کرتے لیکن انصاف کا دامن کبھی ہاتھ سے نہ جاتا۔ طہ حسین کی ”علی ہاشم السیرۃ“، ”الایام“ اور ”حدیث الاربعاء“ وغیرہ، مصطفیٰ لطفی منقولی کی ”نظرات“ و ”عبرات“ اور احمد امین کی ”فجر الاسلام“، ”صحیح الاسلام“، ”ظہر الاسلام“ اور مجموعہ مقالات ”فیض الخاطر“ ہم لوگوں نے مولانا ہی کے مشورہ سے پڑھیں۔ مولانا کی تربیت و رہنمائی کا یہ اثر رہا کہ طہ حسین کے انحراف یا احمد امین وغیرہ کی مرعوبیت کا ہم طلبہ نے کبھی کوئی اثر نہیں لیا۔ مولانا کے مزاج و کردار کی اس ہمہ گیری، فراخ دلی اور حقیقت آشنائی کی مثال بہت کم ملے گی۔

علمی و ادبی نفع رسائی

مولانا کے درس کی اہم خصوصیت افادہ و نفع رسائی ہے۔ مولانا کے ہر درس میں عقل و دماغ کو نئے مواد ملتے، ہر مجلس میں علم و ادب کی نئی معلومات حاصل ہوتیں، اور ہر صحبت میں اخلاقی و روحانی تربیت کا نیا سامان بہم ہوتا۔ نہ کہیں تکرار عمل، نہ ہی علم و ادب کی سطح سے فروتر کوئی گفتگو، اور نہ اخلاقی و شائستگی سے دور کوئی تبصرہ ہوتا۔ میں نے استاذ مرحوم مولانا ابوالعرفان ندوی سے ایک بار استفسار کیا کہ کیا وجہ ہے کہ ندوہ کے قدیم طلبہ اور فارغین جب یہاں آتے ہیں، آپ کا اس قدر احترام کرتے ہیں اور اتنی عقیدت و محبت سے آپ سے ملاقات کرتے ہیں۔ مولانا نے فرمایا، اس کے دو اسباب ہیں۔ ایک تو یہ کہ جب میں درس دیتا ہوں تو طلبہ محسوس کرتے ہیں کہ وہ کچھ اخذ کر رہے ہیں اور نئی چیزیں سیکھ رہے ہیں۔ دوسرا سبب یہ ہے کہ جب انتظامی امور میرے ذمہ تھے، میں نے نا انصافی اور انتقام سے احتیاط برتی۔ اگر کوئی طالب علم کسی ناجائز غرض سے میرے پاس آتا، اس پر ناراض ہوتا اور اسے کوئی سزا دیتا، اور کچھ دیر کے بعد اگر وہی طالب علم کسی جائز کام کے لیے آتا تو میں اس کا کام کر دیتا اور اپنی کچھلی ناراضی کو اس کے لیے مشکلات پیدا کرنے کا ذریعہ نہ بناتا۔ یہی طرز عمل ہے استاذ محترم مولانا محمد واضح رشید ندوی کا۔ میں نے ہمیشہ محسوس کیا کہ مولانا کا درس نئے نئے علمی و ادبی فوائد پر مشتمل ہوتا ہے۔

زبان و اسلوب کی اصلاح

زبان و اسلوب کی اصلاح پر مولانا کو غیر معمولی قدرت حاصل ہے۔ عالمیت کے آخری سال میں ہمارا ”تعبیر“ یعنی عربی انشا پردازی و تحریر کا مضمون مولانا کے ذمے تھا۔ اس ایک سال میں عربی ترجمہ و تحریر کی جو مشق ہوئی، اسے میں کبھی فراموش نہیں کر سکتا۔ مولانا ہمارے ترجموں اور مضامین کی اصلاح فرماتے، زبان و اسلوب درست کرتے، زبان کی نزاکتوں کو واضح گفٹ کرتے، الفاظ و تراکیب کے نکات و دقائق سمجھاتے، فکر اسلامی کے مختلف مکاتب و مدارس سے روشناس کراتے، اور عالمی مسائل پر بصیرت افروز تبصرے فرماتے۔ مولانا کے طریقہ اصلاح کا مجھ پر بڑا اثر ہے۔ بعد میں جب ”الرائد“ کے لیے کوئی ترجمہ کرتا تو مولانا کی اصلاح سے مستفید ہوتا۔

”الرائد“ میں شائع ہونے والے مضامین و ترجمے جن طلبہ یا اہل علم کے ہوتے ہیں، انھیں کے نام سے شائع ہوتے ہیں مگر جاننے والے جانتے ہیں کہ ان میں مولانا کا کتنا اہم حصہ ہوتا ہے۔ مولانا بہت محنت اور سلیقہ سے ترجموں اور مضامین پر نظر ثانی کرتے ہیں۔ نہایت دیدہ ریزی سے ان کو درست کرتے ہیں۔ اہل علم و ادب پر مخفی نہیں کہ مفہوم کو برقرار رکھ کر دوسروں کی تحریروں کی اصلاح کرنا اور ان کی زبان کو درست کرنا ہر کسی کا کام نہیں۔ ”الرائد“ میں اشاعت کے لیے جو ترجمے یا مقالے آتے ہیں، ان میں سے اکثر غلطیوں کا انبار اور ژولیدہ بیانی کا طومار ہوتے ہیں۔ مولانا ہی

ان کو اشاعت کے قابل بناتے ہیں۔ مولانا کی اہم خوبی یہ ہے کہ ہر ایک کا احترام کرتے ہیں اور غلطی کو غلطی سمجھتے ہیں۔ کسی شخص کی غلطی کو خواہ مخواہ اہمیت دے کر رائی کا پہاڑ نہیں بناتے بلکہ معمولی اور ناقابل التفات سمجھ کر اسے درست کر دیتے ہیں۔ سالوں مولانا کے قریب رہنے کا موقع ملا ہے لیکن کبھی مولانا کی زبان سے یہ نہیں سنا کہ فلاں کے مضمون میں اس قدر غلطیاں تھیں یا فلاں مضمون یا ترجمہ کی میں نے اصلاح کی ہے۔

اس حقیقت کے اظہار میں کوئی تردد نہیں کہ دارالعلوم ندوۃ العلماء کے فارغین کی نئی نسل میں جو لوگ بھی عربی زبان میں کچھ لکھنا جانتے ہیں، وہ بڑی حد تک ممنون ہیں مولانا کی تربیت کے۔ میں جب بھی عربی میں کوئی چیز لکھتا ہوں، اسے مولانا ہی کا فیض سمجھتا ہوں اور دل چاہتا ہے کہ اپنے ہر نقش کو ابن طباطبائے کے اس شعر کے ساتھ مولانا کے نام معنون کروں:

لا تنكرن اهداء نالك منطلقا منك استفدنا حسنه ونظامه
فالله عز وجل يشكر فعل من يتلو عليه وحيه وكلامه

ہمت افزائی اور قدر دانی

مولانا کی تربیت کا اہم پہلو طلبہ کی ہمت افزائی اور قدر دانی ہے۔ مولانا کو دیکھا ہے کہ پابندی کے ساتھ اردو، عربی اور انگریزی جرائد و مجلات کا مطالعہ کرتے ہیں۔ ایک صحافی کی حیثیت سے مولانا کی یہ پیشہ ورانہ ذمہ داری بھی ہے۔ اس مطالعہ سے ایک طرف مولانا کی زبان و اسلوب ہمیشہ جدید اور معاصر رہتی ہے۔ دوسری طرف انگریزی اور اردو اخبارات میں جو چیزیں اس لائق ہوتیں کہ انھیں ”الرائڈ“ میں شائع کریں، ان پر نشان لگا کر رکھ لیتے اور ہم طلبہ کے حوالے کرتے کہ ان کا ترجمہ کریں۔ ہم ان کا ترجمہ کرتے، پھر مولانا کی اصلاح کے بعد وہ ترجمے ہمارے ناموں سے شائع ہوتے۔ ”الرائڈ“ میں اشاعت ہی ہم لوگوں کی بڑی ہمت افزائی ہوتی۔ اس پر مستزاد یہ کہ مولانا ہماری تعریف بھی فرماتے۔ مولانا کے توصیفی الفاظ بھی بہت سچے تلے ہوتے۔ مولانا کے تعریفی کلمات مشابہ نظر آتے ہیں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے کلمات تعدیل و توثیق کے۔ الفاظ کم، معانی زیادہ۔

بدگمانی سے پرہیز

مولانا کے یہاں بدگمانی کا نام و نشان نہیں۔ مولانا نے ایک بار مجھے یہ واقعہ سنایا کہ ندوہ کے ابتدائی زمانہ تدریس میں تخصص ادب عربی (ایم اے) کی ایک گھنٹی آپ کے ذمہ تھی۔ اس کلاس میں ایک طالب جو ممتاز تھے، آپ سے جلد ہی مانوس ہو گئے۔ ایک بار آپ کلاس روم میں پڑھانے کے لیے تشریف لے گئے تو تمام طلبہ ہنس رہے تھے۔ اس ہنسی میں یہ طالب علم بھی شریک تھے۔ آپ کوشیہ ہوا کہ یہ لوگ آپ کی کسی بات پر ہنس رہے ہیں اور اس سے آپ کو

کچھ تکلیف بھی ہوئی۔ آپ نے درس شروع کیا۔ اثنائے درس میں بھی ان لوگوں نے ہنسنا شروع کر دیا۔ آپ کو ان طلبہ کے طرز عمل سے بڑی پریشانی ہوئی۔ درس ختم ہونے کے بعد آپ نے ان طالب علم سے جو آپ سے مانوس تھے، اس ہنس کی وجہ دریافت کی۔ انھوں نے عرض کیا کہ مولانا، ہم آپ پر ہنسنے کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ بات یہ تھی کہ آپ کی گھنٹی سے پہلے ہم اپنے ایک ساتھی سے مذاق کر رہے تھے اور اس کی کسی بات پر ہنس رہے تھے کہ اسی دوران آپ تشریف لے آئے اور آپ نے ہمیں ہنستے ہوئے دیکھا۔ آپ کے درس کے دوران اسی طرح کی بات آگئی جس کی وجہ سے ہم اپنے ساتھی پر ہنس رہے تھے۔ بے ساختہ ہمیں پھر ہنسی آگئی۔ مولانا نے یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد مجھ سے فرمایا کہ اس کے بعد میں نے طے کر لیا کہ کسی سے بدگمانی نہیں کروں گا۔ اور حق یہ ہے کہ مولانا نے اپنے اس عہد کو جس طرح نبھایا ہے، اس کی نظیر بشکل کہیں ملے گی۔ میں نے ندوہ کے طویل دوران قیام میں مولانا کو کبھی بدگمان ہوتے ہوئے نہیں دیکھا اور نہ ہی کسی سے مولانا کے متعلق اس طرح کی کوئی بات سنی۔

فضول سے اجتناب

مولانا کے اوقات مشغول ہیں۔ آپ فضول گوئی اور مجلس آرائی سے پاک ہیں۔ یا پڑھنے پڑھانے اور استفادہ و افادہ کی مشغولیت، یا پھر تحریر و مقالہ نویسی اور دوسروں کے مضامین و ترجموں کی اصلاح و درستی سے مطلب۔ دوسروں کی عیب جوئی تو بہت دور کی بات ہے، آپ کے یہاں ان مباح امور کی بھی گنجائش نہیں جو نہ دنیا میں سود مند اور نہ ہی آخرت میں کارآمد۔ علم و عبادت میں آپ کے اوقات اس طرح مصروف ہیں کہ خاطر مجموع اور حضور قلب میں کنج نشینوں اور گوشہ گزینوں سے بھی سبقت لے گئے ہیں۔

مثالی زندگی

ماہرین تعلیم و تربیت متفق ہیں کہ تعلیم و تربیت کے باب میں سب سے موثر چیز اسوہ حسنہ اور عملی مثال ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ اس کی سب سے جامع اور مکمل مثال ہے۔ قرآن نے ایک طرف آپ کے حسن اخلاق کی تعریف کرتے ہوئے کہا ہے: ”إِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ“ اور دوسری طرف آپ کے اسوہ کے اتباع کی دعوت دیتے ہوئے کہا ہے: ”لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ“

مولانا اسوہ نبوی کا بہترین نمونہ ہیں۔ آپ کی زندگی مثالی ہے۔ نماز و اذکار کے پابند ہیں۔ زہد و تقویٰ شعار ہے۔ تواضع و انکسار مزاج پر غالب ہے۔ کم آ میزی و کم گوئی طبیعت ثانیہ ہے۔ عیب جوئی کا گز نہیں۔ ریا کاری اور نام و نمود سے کوسوں دور، بلکہ اگر تصنع و بناوٹ کرنا بھی چاہیں تو بن نہ آئے۔ جہلت میں اخلاق حسنہ رچے بے ہیں۔ حلم و مروت کا کچھ بیان نہیں۔ بغض و حسد کا نام و نشان نہیں۔ ”سینہ چوں آئینہ“ کی تصویر ہیں اور ”ما ہذا بشرًا

ان هذا الا ملڪ كريم“ کی تفسیر۔

پیکر آرائے ازل صورت زیبائے ترا نقش می بست وبم از ذوق تماشا می کرد
اس تواضع وانکسار اور مجموعہ اخلاق حسنہ کے باوجود طلبہ پر آپ کا رعب ہے اور لوگ آپ کی تعظیم واحترام پر
مجبور۔ ع بیت حق است این از خلق نیست

آپ کا طور ہی جدا ہے اور رنگ ڈھنگ ہی نرالا ہے۔ آپ کے یہ انفرادی اوصاف ماحول سے اس قدر مختلف
ہیں کہ آپ ہر طبقہ اور ہر گروہ میں اجنبی معلوم ہوتے ہیں۔ صحیح معنوں میں غریب دروٹن کی مثال ہیں:
نہیں گفتار ہی عالم سے نرالی اس کی طرز رفتار الگ، بندش دستار جدا
بہی نہیں بلکہ مجاہدے کے ساتھ آپ نے تمام ناموافق ماحول اور مخالف قوتوں اور کششوں کے مقابلہ میں اپنی
اصلی فطرت اور سالمیت قائم رکھی۔ آپ کی مثالی زندگی مصداق ہے شوقی مرحوم کے اس مصرع کی۔ ع کاد المعلم
ان یکون رسولا۔ خوف طوالت سے اسی قدر پر اکتفا کرتا ہوں۔

اس قد کشیدہ کی جو شرح کروں، کم ہے اک مصرع موزوں میں سو بیت کا مطلب تھا
ما شئت قل فیہ فانت مصدق والفضل یقضی والمحاسن تشہد

داعیان اسلام کے لیے ایک راہنما کتاب

صحابہ کرام کا اسلوب دعوت و تبلیغ

○ پروفیسر محمد اکرم ورک ○

☆ اسلوب دعوت کی اہمیت تعلیمات نبوی کی روشنی میں ☆ سیرت صحابہ سے
داعیان اسلام کے لیے راہنما اصول ☆ عہد نبوت کے مختلف ادوار میں صحابہ کی
دعوتی سرگرمیاں ☆ صحابہ کرام کا دعوتی منہج اور اسلوب ☆ نبوی سفر اکا دعوتی کردار
☆ عہد صحابہ میں فروغ اسلام کی عمومی وجوہات

اہم
مباحث

○ ○ ○

صفحات: 352 - قیمت: 135 روپے

ناشر: مکتبہ جمال کرم، 9-مرکز الاولیاء (سستا ہوٹل) دربار مارکیٹ، لاہور

(الشریعہ اکادمی گوجرانوالہ سے بھی طلب کی جاسکتی ہے)